امامیہ مشن لکھنؤ کی گیارہویں دینی خدمت

امامتِ ائمۂ اثنا عشر و قرآن

از قلم حقیقت رقم

حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

([illegible] ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ)

گذارش حال

یہ رسالہ جو امامیہ مشن کے سلسلہ تبلیغ کا گیارہواں نمبر ہے حقیقتہً ایک سوال کا جواب ہے جو بعض ارباب مذاہب کی طرف سے بھیجا گیا تھا اور حضرت سید العلماء دام ظلہ نے اس کا جواب تحریر فرما کر روانہ کر دیا لیکن چونکہ یہ سوال ایسا ہے جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے اصول مذہبی کے متعلق مختلف حلقوں میں اہمیت کیساتھ اٹھایا جایا کرتا ہے اسلئے ہم نے جناب موصوف سے اس سوال و جواب کی نقل حاصل کرکے بطور رسالہ شایع کرنا ضروری سمجھا۔ امید ہے کہ حضرات مومنین اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید فرما کر غیر مذاہب میں مفت تقسیم فرمائینگے اور عام اہل مذاہب سے امید ہے کہ وہ اس کو صبر و سکون کے ساتھ انصاف و رواداری کی نظر سے ملاحظہ کرینگے۔ والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین سکریٹری امامیہ مشن حسین آباد لکھنؤ

ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

امامت ایمہ اثنا عشر اور وجود حجت منتظر

کا قرآن سے ثبوت

۱۹۶۲ء

۶۴۵ء

(سوال) قرآن سے اماموں کی تعداد بارہ ثابت فرمائیے اور امام حجت جناب آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وجود قرآن سے ثابت فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ الحمد والصلوٰۃ علی نبیہ وآلہ

سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے حسب ذیل مور پر کامل سبر دسکون اور دیانت داری وانصاف کیسا تھ نظر ڈالنا چاہیئے۔

(۱)

قرآن مجید کا طرز بیان

جہانتک قرآن مجید کے طرز بیان پر نظر ڈالی جاتی ہے تو اُس نے اکثر امور کو نظائر کے تحت مین ظاہر فرمایا ہے اور اہل عقل کے عقول کو اُن نظائر سے نتیجہ نکالنے کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) یضرب اللہ الامثال للناس لعلهم یتذکرون۔

خداوند عالم نظائر پیش کرتا ہی لوگون کیلیے تاکہ وہ اسکو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھین۔

(۲) ولقد صرّفنا للناس فی هٰذا القرآن من کل مثل فابیٰ اکثر النّاس الّا کفورا۔

"ہم نے لوگون کیلئے اس قرآن مین ہر بات کے نظائر پیش کئے ہین لیکن اکثر لوگون نے (انکے نتائج سے) کفر اختیار کئے بغیر نہ مانا۔"

(۳) ولقد ضربنا للنّاس فی هٰذا القرآن من کل مثل۔

"ہم نے لوگون کیلئے اس قرآن مین ہر قسم کی نظیر پیش کی ہی۔"

(۴) ولقد انزلنا الیکم آیات مبیّنات ومثلاً من الّذین خلوا من قبلکم وموعظة للمتقین۔

"ہمنے تم لوگون کی جانب کھلی ہوئی واضح نشانیان اور سابقہ امتون کے نظائر اور متقین کیلئے موعظہ کی باتین نازل کی ہین۔"

(۵) ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضة فما فوقها فامّا الّذین امنوا فیعلمون انه الحق من ربهم وامّا الّذین کفروا فیقولون ماذا اراد اللہ بهذا مثلاً یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا وما یضل به الّا الفاسقین الّذین ینقضون

"خدا کو نظیر کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو معمولی سے معمولی چیز مثلاً مچھر اور اس سے بھی چھوٹے جانور کی نظیر پیش کرنے مین کوئی باک نہین ہی۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہین وہ سمجھتے ہین کہ اسکے تحت مین کوئی حقیقت ہی جو خدا کی طرف سے پیش کی جارہی ہی اور جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہین وہ تجاہل کے طور پر کہتے ہین

عهد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئک هم الخاسرون

کہ آخر اس میں کس بات کی نظیر پیش کرنا منظور ہے؟ اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ اس سے راہ پر آجاتے ہیں اور گمراہ تو وہی ہوتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کرنیوالے ہوں، جو خدا کے عہد اور قرارداد کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑتا ہیں اور جن روابط کے خدا نے قائم ہونے کا حکم دیا ہے انھیں درہم و برہم کریں اور زمین میں فتنہ و فساد اٹھا ئیں یہی لوگ آخر میں نقصان اٹھانے والے ثابت ہونگے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید کے اندر جو واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف قصہ کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے نظیر قائم کرنا منظور ہے جس سے لوگوں کو کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی منظور ہوتی ہے۔

(۲)

انبیائے سابقین کے واقعات اور ان کا مقصد

قرآن مجید نے انبیائے سابقین کے واقعات اور امم ماضیہ کے حالات درج کئے ہیں۔ ظاہری صورت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے تاریخی معلومات میں وسعت پیدا کرنے یا کتاب کے غیر معمولی طور پر خشک ہونے کے بجائے دلچسپ اور جاذب نظر بنانے یا ناظرین کی تفریح قلوب کے لیے ان واقعات کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ تمام امور اس معیار اہمیت سے انتہائی درجہ پست ہیں جو قرآن ایسی قانونی کتاب میں کسی امر کے تذکرہ کا باعث ہوں۔ اس نے خاص طور پر

بتلایا ہے کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اس میں صرف مثال کے طور پر ہے اس امت کے سبق حاصل
کرنے کیلئے ہے، اور ان میں سے ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہیئے اور صرف
اس کو ایک گذشتہ واقعہ کی حیثیت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ ارشاد ہوتا ہے "فاقصص
القصص لعلھم یتفکرون" ان کے سامنے واقعات و حالات کا تذکرہ کرو تاکہ یہ ان کے
نتائج میں غور کریں۔ "لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب" ان
لوگوں کے قصوں میں صاحبان عقل کیلئے سبق ہیں"۔ "وکلا نقص علیک من انباء
الرسل ما نثبت بہ فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری
للمومنین" ہر ایک بات جو نبیا کے واقعات میں سے ہم تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں
وہ ایسی ہی ہے کہ جس کے ذریعہ سے تمہارے دل کو اطمینان حاصل ہو اور اسی کے ذیل
میں تمہاری جانب حق کی تبلیغ ہوتی ہے اور مومنین کے سامنے درس نصیحت اور یاد دہانیاں
پیش کی جاتی ہیں۔

(۳)

رسالتمآب مثیل حضرت موسیٰ تھے

توریت و انجیل اور قرآن کی مطابقت

توریت کتاب استثنا میں کہ جہاں حضرت موسیٰ کی دستہ پر یہ درج ہے جو انھوں نے
عبر اردن کے جنگل میں چالیسویں برس کے گیارھویں مہینہ کی پہلی تاریخ تمام قوم

اسرائیل کو جمع کر کے کی تھی باب ۱۸ آیت ۱۵ تا ۲۰ میں ہے۔

اے قوم اسرائیل، خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا تم اسکی طرف کان لگاؤ۔ جیسا کہ تم لوگوں نے حوریب میں اجتماع کے دن خدا سے دعا کی تھی۔ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگوں نے باتیں بہت اچھی کہیں۔ میں انکے لئے ان کے بھائیوں میں سے تمہارا ایسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اس سے مطالبہ کروں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات جو میں نے اس کو نہیں کہی میرے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے ؛؛

اس میں ایک ایسے نبی کی خبر دی گئی ہے جو موسیٰ کے مانند ہو یہ نبی جس کی خبر دی گئی وہ شخص مسیح کے علاوہ تھا اسکا ثبوت انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۹-۲۶ سے ملاحظہ ہو۔

"یہ یوحنا کی گواہی ہے جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو یہ پوچھنے کو بھیجا کہ تو کون ہے تو اس نے اعتراف کیا اور بغیر کسی انکار کے اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے یہ پوچھا کہ پھر تو کیا ہے؟ ایلیا ہے؟ اس نے کہا ایلیا بھی نہیں میں ہوں۔ آیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ انہوں نے کہا تو کون ہے تاکہ ہم ان کو جنہوں نے ہمیں بھیجا ہے جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ خداوند کی راہ کو سیدھا کرو ۔۔۔

نبی نے کہا ہی، یہ لوگ جو گفتگو کے لئے بھیجے گئے فریسین میں سے تھے، انھون نے اس سے پوچھا اور کہا اگر تو مسیح نہین ہی اور نہ ایلیا ہی اور نہ وہ نبی ہی تو پھر بپتسما کیون دیتا ہی؟ یوحنا نے جواب دیا کہ مین پانی سے بپتسما دیتا ہون لیکن تمھارے درمیان کھڑا ہی ایک ایسا شخص جس کو تم نہین جانتے ہو۔ وہ جو میرے بعد آنیوالا ہی لیکن مجھ سے مقدم ہوا ہی جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہین ہون وہی ہی۔"

اس اوصاف ظاہر ہی کہ اہل کتاب مطابق بشارات حضرت موسیٰ تین شخصون کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک ایلیا، دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی جس کو کہا گیا تھا کہ موسیٰ کے مانند ہوگا اور حضرت یوحنا نے بھی انکے اس خیال کی تصدیق کی اور تینون باتون کی اپنے سے نفی کردی کہ مین نہ ایلیا ہون اور نہ مسیح اور نہ وہ نبی۔

مسیح کے آنے کی پیشین گوئی حقیقۃً حضرت مسیح سے پوری ہوگئی جس کو ماننے والون نے مانا اور نہ ماننے والون نے نہ مانا، باقی رہی اُس نبی کی پیشینگوئی جو حضرت موسیٰ کے مانند ہوگا۔

کوہ فاران کی چوٹی سے اسلام کا نور طالع ہوا اور دنیا کی شتر سوار قوم یعنی عرب سے بنی اسرائیل کے بھائیون یعنی اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل کی اولاد سے بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا ظہور ہوا۔

قرآن مجید نے حضرت کے متعلق تمام ان اوصاف کو پورا کردیا جو حضرت موسیٰ نے اپنے مانند نبی کے متعلق بیان کی تھین چنانچہ سب سے پہلے اس نے یہ کیا کہ زیادہ تر

حضرت کو نبی ہی کی لفظ سے یاد کیا گیا تا کہ جس طرح عیسیٰ کا لقب مسیح تھا اسی طرح
ہمارے نبی آخر الزمان کا گویا لقب ہی نبی تھا ملاحظہ ہو یا ایھا النبی انا ارسلناک
شاھدا و مبشرا و نذیرا۔ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی۔ یا
ایھا النبی قل لازواجک یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین۔
یوم لا یخزی اللہ النبی۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔
یا ایھا النبی اذا طلقتم النسآء۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم۔ ان ذلکم کان یؤذی النبی۔ یا
ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک۔ ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ۔ یا نسآء
النبی لستن کاحد من النسآء۔ یا نسآء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ۔ و
یستاذن فریق منھم النبی۔ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم۔ یا ایھا النبی اتق اللہ وغیرہ وغیرہ

اسکے بعد اُس نبی کا وصف یہ تھا "میں (خدا) اپنا کلام اُس کے مونھ میں ڈالونگا"
جس کے دوسرے معنی یہ ہوے کہ جو کچھ اُس کے منھ سے نکلیگا وہ خداوند عالم کی وحی ہوگی
اس کو قرآن میں اس طرح ارشاد کیا کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
پھر دوسرا وصف "جو کچھ میں اُس سے فرماؤنگا وہ سب اُنسے کہیگا" جس کے معنی یہ ہوے
کہ اُسکی تبلیغ اور اُسکی تعلیم امر خدا کے تحت میں ہوگی، اُس کو لفظ بلفظ قرآن نے اس طرح
ارشاد کیا کہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین۔ تیسری بات "جو اُسکی
باتوں کو نہ سنیگا اُس سے مطالبہ کرونگا" اسکے متعلق صاف طور سے ارشاد کیا گیا ہے

ومن یکفر به فاولئک هم الخاسرون۔ والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحاب النار هم فیها خالدون وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی بات "جو کوئی بات میں نے نہ کہی ہو وہ کہے تو قتل کیا جائیگا" اس معیار کے متعلق بھی طور سے ارشاد ہوا لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین۔ ان تمام اوصاف کو لفظ بلفظ قرآن مجید نے جناب رسالتمآب کیلئے ثابت کرتے ہوئے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول تمہارے اوپر حاضر و ناظر بنا کر ویسا مبعوث کیا جیسا فرعون کی جانب رسول حضرت موسیٰ کو مبعوث کیا تھا۔

اب توریت و انجیل کے مندرجہ بشارات اور قرآن کے اندر لفظ بلفظ مطابقت ہونے سے معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب حضرت موسیٰ کے مثیل و شبیہ تھے اور آپ کی امت حضرت رسولؐ کو بھی امت حضرت موسیٰ سے شباہت حاصل ہے۔

(۴)

حضرت موسیٰ کی قوم میں ائمہ کا خدا کی طرف سے تقرر

جناب قدس الٰہی نے بہت واضح لفظوں میں اس امر کو بیان فرمایا کہ اس نے حضرت موسیٰ کی قوم میں اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد آتینا

موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ہم نے موسی کو کتاب عطا کی پس تم کو شک نہ ہونا چاہیے اس میں اور ہم نے اس کتاب کو ہدایت قرار دیا بنی اسرائیل کے لیے اور ہم نے ان میں کچھ امام مقرر کیے جو ہمارے امر و احکام کے تحت میں لوگوں کی ہدایت کریں جبکہ انھوں نے صبر کیا اور وہ ہمارے آیات پر یقین رکھتے تھے "

اس سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے اسی طرح ان امام کی شان بھی معلوم ہو گئی کہ یھدون بامرنا یعنی انکے ہدایات و احکام سب خدا کی مرضی اور اسکے احکام ہی کے تحت میں ہوتے ہیں اور ان سے غلطی و جرم و نافرمانی کبھی نہیں ہوتی -

اور یہ نتیجہ ہی کافی درجہ ایک نفس کا جس کا معصوم ہے اسکے معنی یہ ہوے کہ خداوند عالم نے جس شان سے تقرر کا اعلان فرمایا اسی کے ساتھ ان کی عصمت کا اظہار بھی فرما دیا ہے -

(۵)

قوم حضرت موسی کے نقبا و سرداران کی تعداد

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا

وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً حسناً لاکفرن عنکم سیّاٰتکم ولادخلنّکم جنات تجری من تحتھا الانھار فمن کفر بعد ذٰلک منکم فقد ضل سوآء السبیل۔ "خداوند عالم نے بنی اسرائیل کا عہد و پیمان لیا اور اُن میں سے ۱۲ بارہ نقیب مقرر کئے اور خدا نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ میں تمھارے ساتھ ساتھ حاضر و ناظر ہون اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور میرے مقرر کردہ رسولون پر ایمان لائے اور اُن کی تائید کی اور خدا کو تم نے قرض حسن دیا تو مین تمھارے گناہون کا کفارہ قبول کرون گا اور تم کو داخل کرون گا ان بہشتون مین کہ جن کے نیچے سے نہرین بہتی ہونگی لیکن جس نے انکار کیا وہ یقیناً راہ راست سے علیحدہ ہو گیا"۔

اس مین خداوند عالم نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰ مین نقبا کی تعداد بارہ تھی اور یہ کہ بنی اسرائیل سے ان کے اتباع اور پیروی کا عہد لیا گیا اور انکی تائید و تقویت پر جنت کا وعدہ اور مخالفت کی صورت مین ہلاکت کا پیغام دیا گیا۔

اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے بنی اسرائیل کے نقبا کی تعداد بارہ بتلا کر کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی کی ہے توریت نے صریحی طور پر اولاد حضرت اسمٰعیل مین بارہ ۱۲ امام ہونیکی خبر دی ہے - ملاحظہ ہو سفر تکوین باب ۱۷ آیت ۲۰ (ارشاد باری بہ حضرت ابراہیم سے)۔

"اور اسمٰعیل مین نے اسکے حق مین تیری بات سنی - دیکھ اب مین اسکو برکت دونگا

اور اُس کو بار آور کرونگا اور بہت افزائش دونگا اور اُس سے بارہ رئیس پیدا ہونگے
اور مین اُس کو بڑی قوم بناؤنگا۔

(۶)

حضرت موسیٰ کے جانشین انکے بھائی ہارون

اس امر کا قرآن مجید مین متعدد صورتوں سے تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین اور وزیر انکے بھائی ہرون تھے چنانچہ ارشاد ہوا۔ ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا " ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے بھائی ہرون کو اُن کا وزیر منتخب کیا"۔

ایک موقع پر حضرت موسیٰ کی دعا اور اسکی قبولیت کا تذکرہ فرمایا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ " (موسیٰ نے) کہا کہ بارالٰہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو کھولدے کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکین اور میرے لئے میرے گھرانے مین سے وزیر مقرر کر میرے بھائی ھرون کو، اُسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام مین اُسکو میرا شریک بنا تاکہ

ہم دونون کثرت سے تیری تسبیح کرین اور تیری یاد کرین تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت کا نگران رہا ہے۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ مین نے تمھاری خواہش کو قبول کیا"۔

اس مین صاف امت رسولؐ کو اس امر سے باخبر کیا گیا ہے کہ امت موسیٰ مین جو موسیٰ کی قائمقامی کیلئے تجویز ہوئے تھے وہ کوئی غیر نہین موسیٰ کے بھائی تھے۔

(۷)

اس اُمت مین بھی رسول کے بعد کچھ خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہین

ارشاد ہوتا ہے "والذی اوحینا الیک من الکتاب ھو الحق مصدقاً لما بین یدیہ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا" یہ جو ہم نے تمھاری طرف کتاب بطور وحی اتاری ہے یہ حق ہے اور اپنے پیش رو کتب کی تصدیق کرنیوالی ہے، بیشک خدا اپنے بندون کے حالات سے باخبر اور نگران ہے، پھر اسکے بعد ہم نے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے ان لوگون کو جنھین ہم نے اپنے بندون مین سے منتخب کیا ہے"۔

یہ اصطفا وہی ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ منصب کا پتہ دیتا رہا "ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن الناس۔ یہی اصطفا وہ ہے جو رسالتمآبؐ کے اوصاف کا جوہر بنکر حضرت کے القاب مین

"محمد المصطفیٰ کے گرانقدر عنوان سے نمایاں نظر آرہا ہے، وہ خدائی انتخاب ہے اور اس کا امت رسول میں پتہ دیا گیا ہے کچھ محدود افراد کے متعلق اور معلوم ہوتا ہے کہ انہی کو قرآن مجید کا وارث یعنی اسکی تبلیغ و تعلیم تفسیر و تاویل کا ذمہ دار اور حقیقی حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(۸)

سلسلۂ انتخاب میں ذریت کا استحقاق

اور

نوح و ابراہیم کی نظیر

جناب قدرت الٰہی نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے والذین امنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بھم ذریتہم "جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور انکی ذریت بھی انکے نقش قدم پر چلتی ہے تو ہم ان کے مراتب مدارج میں انکی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں" ایمان و معرفت باری کے مدارج و مراتب ہیں اور ہر ایک کے کچھ خصوصیات نتائج ہیں اور بلند ترین درجہ نبی و رسول کا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کو منجانب حضرت احدیت پیشوائی خلق حاصل ہوتی ہے اور اسی پیشوائی خلق کا کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونا وصایت و خلافت اور جانشینی و امامت ہے، بیشک آیت کا تقاضا ہے کہ کسی نبی و رسول و پیشوائے خلق کے بعد در صورتیکہ اسکی ذریت اسکے نقش قدم پر چلنے والی اور منتخب و مومن ہو تو اسکی جانشینی و قائم مقامی کا استحقاق اغیار کی بہ نسبت اسکی ذریت کو

حاصل ہوگا۔ نظام مقررہ الٰہی یہی ہے اور سنت مستمرہ ربانی اسی کی مقتضی ہے ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تحویلا۔ اسکی نظیر کو بھی حضرت احدیت عزاسمہ نے امت رسالتمآب کے سامنے پیش کردیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب "ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کے بعد انکی ذریت میں نبوت وکتاب کو باقی رکھا"۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نوح وابراہیم کی جانشینی انکے بعد انکی ذریت کو عطا کی گئی وہ بحیثیت نبوت تھی اسلئے کہ نوح وابراہیم پر نبوت کا خاتمہ نہوا تھا، اب اگر ختم نبوت کی بنا پر نبوت نہین تو کتاب تو باقی ہے جسکی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کہکر اظہار فرمایا ہے۔ اس غرض سے جانشینی کیلئے ذریت کا استحقاق فراموش ہونیکے قابل نہین ہے۔

(۹)

ہر زمانہ کے لوگون کیلئے امام ہے

جناب احدیت نے ارشاد فرمایا ہے یوم ندعوکل اناس بامامھم "دن جب ہم ہر زمانہ کے لوگون کو ان کے امام کیساتھ بلائینگے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لوگون کیلئے کوئی امام ہے اور امام کے ساتھ بلانے کی غرض ان لوگون کا سوائے اسکے کوئی نہین جسکا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کرکے اظہار فرمایا ہے

کہ جعلناکم امتہ وسطا لتکونوا شہدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا "ہم نے تم کو امت وسط یعنی نیز اخلاق واوصاف مین حد اعتدال پر قائم رہنے والی جماعت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگون کے اعمال کے گواہ ہو اور رسول تم سب کے اوپر گواہ "

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اشخاص جو لوگون کے ساتھ بلائے جائینگے وہ ہین جو رسول کے ماتحت اور تمام امت کے رئیس وحاکم ہین اور انہی کو امام کہا جا سکتا ہے۔

انہی کی معیت اور اتباع کا ہر زمانہ والون کو حکم دیا گیا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین "خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ مین ایسا وجود ہے کہ جو صدق فی القول والعمل کیساتھ جو حقیقی معنی مین عصمت کے مرادف ہے متصف ہو۔

اُسی کے ساتھ حجت خدا تمام ہوتی ہے اور یہی حقیقی رہنمائے اُمت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد "تم (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (پیغمبر) ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنما ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے

ع اسکے حقیقی معنی سوائے "معصوم" کے اور کچھ نہین ہو سکتے۔

(۱۰)

جو چیز ہو اور آنکھوں سے دکھلائی نہ دے وہی غیب ہے،

اس مین کوئی شبہہ نہین کہ غائب کے معنی معدوم کے نہین ہین ورنہ غائب وہی ہی
جو آنکھون کے سامنے موجود ہو بلکہ غائب وہ ہی کہ جو موجود ہو لیکن آنکھون سے اوجھل ہو
سابقہ بیانات سے ہر زمانہ مین ایک منتخب شدہ امام خلق حجت خدا رہنمائے حقیقی صادق
مطلق یعنی معصوم کا وجود ثابت ہوگیا اور معلوم ہوا کہ وہ نسل انسانی کے ہر دور مین
موجود ضرور ہی۔ اسکے ساتھ ہم اگر آنکھین کھول کر مشاہدہ کرین، جستجو کرین، ڈھونڈھین
لیکن اس کا سراغ نہ ملے، آنکھون سے دکھلائی نہ دے، اسکا مشاہدہ نہو تو اسکے
معنی یہی ہونگے کہ وہ غائب ہے اور پردۂ قدرت مین مستور انما الغیب للہ فانتظروا
انی معکم من المنتظرین غیب کا تعلق خدا سے ہی، اسکے انتظار کی ضرورت ہی۔

(۱۱)

غیب کی کچھ نہ کچھ حقیقت ہی

اور

اس پر ایمان ضروری ہی

اسکے ساتھ جب ہم قرآن مجید کا مشاہدہ کرتے ہین تو اس مین بہت نمایان

الفاظ مین نظر آتا ہے کہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

"وہ ہدایت ہے خدا کا خوف رکھنے والون کیلئے جو غیب پر ایمان لائے ہوئے ہین اور نماز پڑھتے ہین اور ہمارے دئے ہوئے رزق سے خیرات دیتے ہین اور جو ایمان لائے ہین تمھارے اوپر نازل شدہ شریعت پر اور اُس شریعت پر جو تمھارے قبل نازل ہوئی تھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہین۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہین اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہین۔"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ (جو تقوے کے اندر آگیا) ایمان بالیوم الآخر (جو آخر مین مذکور ہے) ایمان بما انزل علی النبی اس سب کے علاوہ غیب کوئی چیز ہے جس پر اعتقاد معیار تقویٰ و ایمان ہے اور اُس پر ہدایت و فلاح کا انحصار ہے

(۱۲)

مذکورہ بالا نظائر و تعلیمات کو سامنے رکھکر جب ہم رسالتمآبؐ کے بعد فرق اسلام کے آراء و خیالات کا جائزہ لیتے ہین اور تلاش کرتے ہین ایک ایسی جماعت کو جس کے عقیدہ مین (۱) امت رسالتمآبؐ مین (مثل امت موسیٰ) ائمہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہون۔ (۲) اُنکی تعداد (مطابق تعداد نقبائے بنی اسرائیل) بارہ ہو۔

(۳) رسول کا وصی وجانشین (مثل جانشین حضرت موسیٰ) اُن کا بھائی ہو (۴) سلسلۂ امامت وجانشینی رسالتمآب اور اُنکے بھائی کے بعد اُنہی کی ذریت (اولاد) مین یکے بعد دیگرے قائم رہے (۵) یہ ائمہ (مثل ائمہ مقرر شدہ بنی اسرائیل) غلطی اور نافرمانی سے مبرا حقیقی معنی مین یھدون بامرنا کے مصداق ہون اور وہ وارث کتاب ہون بایں معنی کہ قرآن کی حقیقی تاویل وتفسیر کا علم اُن سے مخصوص ہو اور وہ لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کے بموجب قرآن کے ساتھ انتہائی ارتباط واختصاص رکھتے ہوں (۶) ہر زمانہ مین ائمہ معصومین مین سے ایک کا وجود ضروری ہو اور ہر عہد مین ایسا ایک باقی رہے جو امام خلق اور شہید علی الناس اور صادق مطلق اور ہادی حقیقی سمجھا جاسکے (۷) اُن مین سے آخری فرد کا وجود ہو لیکن پردۂ غیبت مین مستور اور اُس پر ایمان لانا ایمان بالغیب کے تحت مین ضروری ہو۔ بیشک جب ہم تلاش کرتے ہین تو یہ تمام امور سوائے فرقۂ شیعہ کے کسی اسلامی فرقہ کے تعلیمات مین نظر نہین آتے اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مذکورہ بالا نظائر و تعلیمات سوائے امامت ائمہ اثنا عشر کے جن کا شیعۂ امامیہ اثنا عشریہ اعتقاد رکھتے ہین کسی پر منطبق نہین ہوسکتے۔

واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

علی نقی النقوی عفی عنہ (لکھنؤ)

۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ